اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ

الحکم

چھپا دہمت میں زور قضا ہے
مثل ہو کہ ہمت کا حامی خدا ہے

ایڈیٹرز: شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی
شیخ محمود احمد قادیانی
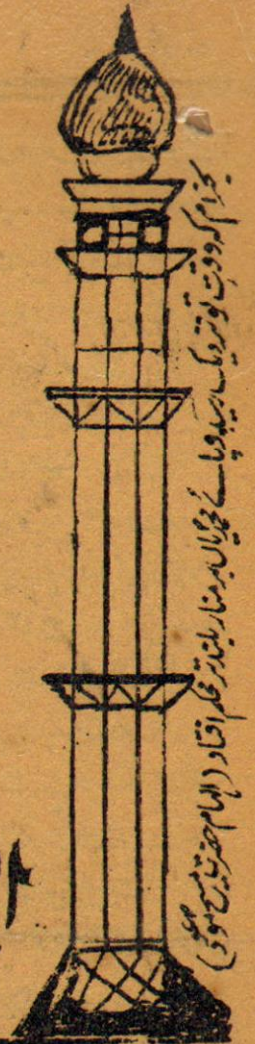
نمبر ۳ | قادیان دارالامان ۲۱/۲۸ جنوری سنہ ۱۹۲۱ | جلد ۲۲

خیر مقدم

یہ خیر مقدم حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ سالانہ جلسہ ۱۹۲۰ء پر ماسٹر نعمت صاحب گوہر نے حضرت صاحب کی موجودگی میں پڑھا:-

کس کا زباں پہ یارب فرخ یہ نام آیا
کون آج بزمگاہ میں خوش خرام آیا

محمود بن کے ثانی مقام آیا
تاروں کی انجمن میں ماہ تمام آیا

ابر بہار بنکر مشک تتار بنکر
وہ نوجوان سندر وہ میر شام آیا

خورشید بن کے چمکا گہ ماہتاب بنکر
گر صبحدم نہ نکلا تو وقت شام آیا

صبح مراد بولی منہ پر گلال چھڑکا
سبز اشتہار والا بنکر امام آیا

آمد سے اس کی گلشن میں کھل رہی ہیں کلیاں
لالہ بھی آج حاضر ہو لیکے جام آیا

سرو سہی نے اٹھ کر خود تالیاں بجائیں
چل کر جو سوئے گلشن وہ خوش خرام آیا

خلوت کدہ سے نکلا بیٹھا انجمن میں
تاروں سے ماہ انور لینے سلام آیا

نظارہ خوب کمل جی بھر کے اسکو دیکھو
محمود آج بہر دیدار عام آیا

پنجاب اور دکن بنگال و بمبئی سے
جو کوئی بھی ہو آیا ہو شاد کام آیا

طائر چہک رہے ہیں بھونرے بھی اڑ رہے ہیں
مغرب سے لے کے قاصد کیا خوش پیام آیا

چلتا ہے دور ساقی کیا میکدہ میں تیرے
دیکھو جی وہ بہر شرب مدام آیا

گوہر ترا اشنا گر شیدا روئے انور
تحفہ یہ نظم لے کر بہر سلام آیا

سوامی پورنانند سے مباحثہ

سوامی پورنانند صاحب سے ۳۰ جنوری کی شب میں مسئلہ تناسخ پر جناب میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر فاروق سے ڈی اے وی سکول قادیان کے صحن میں ہوا۔

حاضرین کی تعداد اچھی تھی مگر اس میں زیادہ تر حصہ ہماری ہی جماعت کا تھا۔

میر قاسم علی صاحب نے مسئلہ تناسخ پر جو اعتراض کئے جہاں تک میں سمجھتا ہوں سوامی صاحب اس کا جواب نہ دے سکے اور خود انہوں نے یہ کہا کہ یہ اعتراض تو میں نے آج ہی سنے ہیں اور قادیان میں ہی سنتے ہیں۔

(۱) میر صاحب نے بیان کیا کہ آریہ سماج کے پاس سب سے بڑی دلیل اس امر کی یہ ہے۔ کہ جو اختلاف ہے۔ کہ ایک اندھا ہے ایک بینا ایک لولہ ہے ایک پورا ایک لنگڑا ہے۔ ایک راجہ ہے ایک غریب رعایا یہ جو اختلاف ہے۔ تو کیوں ہے۔ اس اختلاف سے آریہ سماج یہ نتیجہ نکالتا ہے۔ کہ کسی پچھلے جنم کا نتیجہ ہے۔ اس لئے ایسا ہوا۔ میر صاحب نے کہا کہ یہی بڑی دلیل ہے آریہ سماج کے پاس۔ مگر ہم پوچھتے ہیں کہ یہ تو بتاؤ کہ ایشور اور پرکرتی دونوں انادی ہیں ذی شعور ہیں پھر یہ کیوں ہوا کہ ایشور بڑا ہو گیا اور پرکرتی اس کے ماتحت وہ راجہ ہو گیا وہ پرجا۔ حالانکہ دونوں یکساں تھے وہ کس عمل کا نتیجہ ہے جس کی وجہ سے وہ ایشور ہوا وہ جیو۔

پھر یہ اختلاف انسانوں میں ہی نہیں بلکہ حیوانوں میں بھی ہے۔ عرب کا گھوڑا اعلےٰ درجے کا ہوتا ہے۔ اور ہندوستان یا آریہ ورت کا ٹٹو ایک نہایت بیہودہ ہوتا ہے۔ کیا اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ یہاں گناہ ایسے بڑے طریق سے کئے جاتے ہیں کہ یہ ٹٹو ذلیل اور نکمے پیدا ہوتے ہیں اور وہ بڑے نیک کام کرتے ہیں کہ وہ بڑے مضبوط گھوڑے پیدا ہوتے ہیں۔ پھر یہ اختلاف نباتات میں بھی ہے۔ کابل کا چنا بڑا موٹا اور ہندوستان کا وہی کالا سڑا ہوا چھوٹا سا۔

اسکی کیا وجہ ہے۔ نباتات میں بھی روح ہے۔ یہ بھی اعمال سے بنتے ہیں کیا کابلی ایسا نیک بخت ہوتا ہے۔ کہ موٹا چنا پیدا ہوتا ہے۔ اور یہاں کا ایسا کمزور کہ وہ اس قسم کا سڑیل دانہ پیدا ہوتا ہے۔ پھر اس کے نیچے اتر کر جمادات میں چلے جاؤ ہیرے کی قیمت بہت گراں ہے سنگ خارا بہت سستا ہے۔ کوئی پوچھتا ہے کوئی پوچھتا ہے۔ یہ کس کے گناہ کا نتیجہ ہے۔ پنڈت جی نے جواب میں کہا کہ ایشور اس لئے بڑا ہے۔ کہ اس میں ایشوریت ہے۔ اور جیو اس لئے چھوٹا ہے۔ کہ اس میں جیویت ہے۔ وہ سروگ ہے وہ الپگ۔

گھوڑے کا اختلاف میں بتایا کہ اول تو ان میں احساس ہے۔ یہ کہ عربی گھوڑا یہ احساس کرے کہ میں عربی ہوں۔ اور ہندی گھوڑے سے بڑا ہوں۔ اور ہندی احساس کرے کہ میں ذلیل ہوں۔ انسان تو محسوس کرتا ہے کہ ایک جنم کا دکھیا ہے اور جنم کا سکھیا ہے دونوں احساس کرتے ہیں۔ دوسرے گھوڑوں کا اختلاف آب وہوا اور پربہ کی وجہ سے ہے اسی طرح نباتات کا حال ہے۔ میر صاحب نے اپنی دوسری تقریر میں یہ بیان کیا کہ سوال تو یہ ہے کہ ایشور میں ایشوریت کیوں ہے۔ اور اس میں جیویت کیوں ہے یہ کوئی دلیل نہیں کہ اس میں ایشوریت ہے اور اس میں جیویت ہے۔ اس طرح سے ہم بھی کہہ سکتے ہیں کہ لنگڑا اس لئے ہے کہ اس کی ایک ٹانگ ہے اور اندھا اس لئے ہے کہ اس کی ایک آنکھ نہیں ہے۔ نیز یہ بتایا جاوے کہ جیسا انسان کی زندگی زمین سورج چاند پانی ہوا سے وابستہ ہے۔ ویسے ہی اناج وغیرہ سے وابستہ ہے۔ پس اناج وغیرہ بھی جب کہ گناہ سے پیدا ہوتا ہے تو بتاؤ کہ ابتداء میں جب کہ انسان پیدا ہوا اور دنیا میں کوئی گناہ نہیں تھا اسوقت اناج کس طرح پیدا ہوتا تھا۔ کیا بغیر گناہ کے پیدا ہوتا تھا یا انسان بھوکے مرتے تھے۔ اور ہوا کہاں چھوڑتے تھے غرض جبکہ اناج مدار زندگی سے روز پیدا ہوا ہے۔ بعد گناہ کے تو گناہ سے پہلے کیا چیز تھی کھانے کو۔

نیز یہ یاد رہے کہ اگر ہم مسئلہ تناسخ کو مان لیں تو یہ ایک ایسا مسئلہ ہے۔ کہ اسے مان کر دنیا میں کوئی نیکی رہ نہیں سکتی گھوڑے کی نسبت یہ ہے کہ احساس اس میں ہے۔ عربی گھوڑا جانتا ہے کہ میرے لئے ایک نوکر رکھا ہوا ہے میری خدمت ہو رہی ہے۔ یہاں کا ٹٹو جانتا ہے کہ میں کس مصیبت میں ہوں کوئی پوچھتا نہیں۔ اگر احساس نہیں تو یہ اعتراض بھی آریہ سماج پر ہے۔ کیونکہ گھوڑے وغیرہ بھی تو انسان ہی کے لئے ہوئے ہیں اور انکو یہ سزا مل رہی ہے اگر انکو احساس نہیں تو انکو یہ کیا علم ہے کہ یہ سزا مل رہی ہے۔ سزا تو اسلئے ہوتی ہے۔ کہ انسان پھر اس برائی کے نزدیک نہ جائے۔ ایک آدمی جیل خانہ میں اسلئے ڈالا جاتا ہے۔ کہ پھر کام نہ کرے۔ اگر سزا ایسی ہے۔ کہ احساس ہی نہیں تو ایسی سزا کیوں دی پھر اسکا قصور کیا۔ اگر ہم کو یہ معلوم ہو جائے۔ کہ فلاں گناہ کی وجہ سے گائیں بنتی ہے۔ تو ہم تو ہزاروں آدمی نوکر رکھ لیں۔ تاکہ گھی سستا ہو جاوے۔ اور گائیاں بننے لگیں۔ اگر ہمکو یہ معلوم ہو کہ فلاں گناہ کیوجہ سے اناج پیدا ہوتا ہے۔ تو ہم فیکٹریاں کھول دیں اسی طرح سے ہر ایک گناہ کیلئے جس سے چنے، گڑ، پستہ بادام وغیرہ اشیاء بنتی ہیں۔ اسکے لئے ہزاروں آدمی نوکر رکھ کر ان گناہوں کے کارخانے جاری کرا دیئے جاویں۔ اگر دنیا سے گناہ مفقود ہو جائے۔ تو یہ سب چیزیں تو مٹ جاویں۔ نہ کپڑا ملے نہ غلہ نہ عورت۔ سب لنگوٹے بند ہوا کھانے والے پیدا ہو جاویں۔ نسل انسانی منقطع ہو جائے۔ پس مسئلہ تناسخ ایک ایسا مسئلہ ہے۔ جس کی وجہ سے گناہ پیدا ہوتا ہے۔ اور گناہ سے اشیاء پیدا ہوتی ہیں۔

اسی طرح سوال جواب ہو کر ڈیڑھ گھنٹہ بحث ہوتی رہی۔

قادیان میں مبلغین کا اجلاس

آج کل مسئلہ تبلیغ کی طرف حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی توجہ بہت مبذول ہے۔ اور اکثر خطبے اور تقریریں اور مشورے اس مضمون پر فرمائے گئے۔ حضرت صاحب کی ایک تقریر کا خلاصہ ہم نے الحکم میں کسی دوسری جگہ درج کیا ہے۔ جسمیں آپ نے سلسلہ کا واعظین کو جو کام میں لگے ہوئے ہیں اور جو لگنے والے ہیں جنکی ایک معقول تعداد ہے۔ کو نصائح فرمائی ہیں اور تبلیغ کے گر بتائے ہیں۔

اس بنا پر ناظر صاحب صیغہ اشاعت نے ایک ۲۸ جنوری سنہ ۱۹۲۱ء کی بابت اجلاس کیا جسمیں مبلغین جمع تھے اور ضلع گورداسپور اور قادیان کے تبلیغی ذرائع پر غور کیا جانا مقصود تھا۔ اس جلسہ کے صدر میر محمد اسماعیل صاحب اسسٹنٹ سرجن تھے۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے ماموں ہیں آپ کی زیر صدارت یہ اجلاس بہت کامیابی سے ہوا اور دو تین گھنٹہ تک مختلف تجاویز سوچی گئیں۔ اور ایک سکیم تیار کی گئی۔ جو اب حضرت صاحب کے حضور میں برائے منظوری پیش کی گئی ہے اس سکیم پر عمل کرنے سے مفید نتائج پیدا ہونے کی امید ہے۔

امید ہے۔ کہ یہ سال تبلیغی ترقیوں کے لئے خاص طور پر ممتاز ہو گا۔ انشاء اللہ۔ سکیم سے بعد منظوری حضرت خلیفۃ المسیح ثانی اطلاع دی جائے گی۔

از دفتر نظارت تعلیم و تربیت قادیان دارالامان ضلع گورداسپور

استفتاء

کیا کسی شخص کی وفات پر جو سلسلہ احمدیہ میں داخل نہ ہو یہ کہنا جائز ہے "خدا مرحوم کو جنت نصیب کرے اور مغفرت فرمائے"

فتوے

حافظ روشن علی صاحب

و

مولانا سید سرور شاہ صاحب

جواباً عرض ہے۔ کہ غیر احمدیوں کا کفر بینات سے ثابت ہے۔ کفار کے لئے دعائے مغفرت جائز نہیں۔ آنحضرت صلعم نے اپنی والدہ کے لئے دعائے مغفرت کی خدا سے اجازت چاہی۔ لیکن نہ ملی۔ پس جو مرد یا عورت کہ نہیں سلسلہ احمدیہ میں داخل نہیں ہوتا اسکے متعلق دعا سلسلے کی توہین ہے۔ پس جس شخص نے ایسا کیا اسے اس بات سے توبہ کرنی چاہیئے اور آئندہ محتاط رہنا چاہیئے والسلام۔

دستخط روشن علی۔ محمد سرور شاہ

ساگر چند سے محمد امین

ہمارے احباب شیخ محمد احمد ساگر چند صاحب کے نام سے واقف ہیں۔ ساگر چند صاحب کا پچھلا نام ساگر چند تھا حضرت خلیفۃ المسیح نے تبدیل کر کے آپ کا نام شیخ محمد امین رکھ دیا ہے۔ اور اسی نام سے آپ نے لاہور انارکلی میں آپ نے اپنا سائن بورڈ لگایا ہے۔ جس پر موٹے حرفوں میں "شیخ محمد امین بیرسٹر ایٹ لا انارکلی لاہور" لکھا ہے

بیرونجات سے جو احمدی احباب لاہور تشریف لے جائیں۔ شیخ صاحب ان سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ انارکلی میں بھی ضرور ان کے پاس تشریف لایا کریں۔

دارالامان کا ہفتہ

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی بخیر و عافیت ہیں آپ کی توجہ آج کل خاص طور پر سلسلہ کی ترقی کی طرف لگی ہوئی ہے۔ اور حضور کا یہ خیال ہے کہ جلد دو تین سال میں ہی سلسلہ احمدیہ دنیا میں پھیل جائے جماعت کے احباب کو حضور کے اس مقصد کے پورا کرنے کے لئے ہمہ تن طیار ہو جانا چاہیے اور کم از کم ہر ایک آدمی اپنی ذات پر فرض کر لے کہ وہ ضرور ایک سال میں ایک احمدی بنائیگا۔ اگر ساری جماعت اپنے اوپر فرض کر لے تو جماعت کی تعداد اگلے ہی سال دوگنی ہو جائے۔

(۲) موسم بدل گیا ہے۔ دھوپ میں گرمی پیدا ہو گئی ہے۔

(۳) شیخ محمد امین صاحب بیرسٹر ایٹ لا لاہور اپنے ساتھ ایک نوجوان جنٹلمین کو جو کہ ایک ہندو معزز خاندان کے ممبر تھے قادیان میں لائے شیخ صاحب نے ان کو مختلف مقامات کی سیر کرائی ہماری دعا ہے کہ یہ نئے جنٹلمین صاحب قادیان سے حقیقی طور پر مستفید ہو کر جائیں۔ میں شیخ صاحب کا مشکور ہوں کہ وہ ان کو دفتر الحکم میں بھی لائے

(۴) آریہ سماج قادیان آہستہ آہستہ اپنے کام کو کررہی ہے۔ ۲۹ جنوری کی شب کو پنڈت پورنانند صاحب کا لیکچر مسئلہ تناسخ پر ہوا پنڈت صاحب نے سوال جواب کا وقت دیا مگر ہمارے ماسٹر محمد یوسف [illegible] کے چند سوالات کے بعد جلسہ ہی ختم کر دیا [illegible] کہ پنڈت صاحب محبت کے ساتھ سوالوں کا جواب دیتے [illegible] بیجا جوش میں نہیں آئے۔ ۳۰ جنوری کو مسئلہ الہام پر لیکچر دینے کا اعلان کیا گیا ۲۹ جنوری کی طرح سوال [illegible]

آج حضرتِ مفتی محمد صادق صاحب امریکن مشنری کی تبلیغی رپورٹ دفتر میں موصول ہوئی۔ ساتھ ہی ایک نظم شاہجہان پور سے حضرت مفتی صاحب کی شان میں کہی گئی تھی۔ ملی۔ اس لیے میں نے مناسب سمجھا۔ کہ آگے پیچھے ان دونوں کو درج اخبار کر دوں۔

(ایڈیٹر)

یہ وہ نظم ہے۔ جو مخدومنا وسیدنا حافظ سید مختار احمد میاں صاحب مختار شاہجہان پوری نے ۲۷ر مارچ ۱۹۱۷ء کو نو بجے دن کے دار الخلافت دہلی کے پلیٹ فارم پر شاہ سوار مخدومنا حضرت مفتی محمد صادق صاحب کی پنجاب سے تشریف آوری کا انتظار فرماتے ہوئے تصنیف فرمائی اور فرنج شب کے حضرت مفتی صاحب موصوف بغرض تبلیغ اسلام انگلستان روانہ ہو رہے تھے۔ گاڑی کے اندر مکرمی حاجی عبد القدیر صاحب شاہجہان پوری و مکرمی قادر بخش صاحب مقیم دہلوی و مولوی عمر الدین صاحب شملوی و منشی محمد عمر صاحب مقیم دہلی (خواہر زادہ حضرت شیر اسلام) و عزیزی اطیع اللہ خان صاحب شاہجہانپوری و مسٹر عبد الجبار صاحب و پروفیسر عبد اللہ وغیرہ احباب اور اس خاکسار کی موجودگی میں بھرائی ہوئی آواز اور موثر لب و لہجہ میں سنائی ÷

(خاکسار محمد علی خان احمدی عفا اللہ عنہ شاہجہان پوری)

نظم

گوہرِ بحرِ وفا حضرتِ مفتی صاحب

نیرِ برجِ صفا حضرتِ مفتی صاحب

ظاہر و باطن و صادق کو سنا تھا یکساں

آپ میں دیکھ لیا حضرتِ مفتی صاحب

آپ کی عقل رسا فکر رسا ذہن رسا

آپ کیوں ہوں نہ رسا حضرتِ مفتی صاحب

ہے بہت خوب و خوش اسلوب سراسر مرغوب

آپ کی ایک ایک ادا حضرتِ مفتی صاحب

ہیں محتاجِ بیان آپ کا زہد و اخلاص

ہیں عجب مردِ خدا حضرتِ مفتی صاحب

احمدیت ہی عیاں چہرۂ نورانی سے ہے!

کیوں نہ ہو روح فزا حضرتِ مفتی صاحب

عرش سے لاتی ہی مضمون معانئ لطیفہ

آپ کی طبع رسا حضرتِ مفتی صاحب

کون موزوں ہے یورپ کیلئے ؟ ہو اجب سوال

ہر طرف شور [illegible] حضرتِ مفتی صاحب

آپ اولو العزم کے خادم ہی اولو العزم بھی ہیں

حوصلہ یوں ہے بڑا حضرتِ مفتی صاحب

بہرِ تبلیغ چلے آپ سوئے انگلستان

مرحبا صلے علیٰ حضرتِ مفتی صاحب

واہ اس عزم کی کیا بات ہے سبحان اللہ

ہے یہ اِک فضلِ خدا حضرتِ مفتی صاحب

کیا ہی دِل کھول کر باندھی ہے کمر خدمت پر

ہاں یہی شرطِ وفا حضرتِ مفتی صاحب

اللہ اللہ یہ اثر راہ نمائی مسیح !!

بن گئے راہ نما حضرتِ مفتی صاحب

آپ منصور و مظفر ہوں جدھر جا نکلیں

ہے یہ ہم سب کی دعا حضرتِ مفتی صاحب

آپ کی طرز الگ آپ کا انداز الگ

آپ کی شان جدا حضرتِ مفتی صاحب

غیر اس شان سے تبلیغ کریں گے ؟ توبہ !

وہ کجا اور کجا حضرتِ مفتی صاحب

صاحبِ علم و عمل واقفِ ادیانِ مِلَل

حامی دینِ خدا حضرتِ مفتی صاحب

معدنِ صدق و صفا مخزنِ اخلاق و وفا

منبعِ حلم و حیا حضرتِ مفتی صاحب

خادمِ حضرتِ مہدی و حواریِ مسیح

موردِ فضلِ خدا حضرتِ مفتی صاحب

گلِ گلزارِ رُسُل سیدنا فضلِ عمر رض

بلبلِ نغمہ سرا حضرتِ مفتی صاحب !

آپ سے ہی ہمیں اس کارِ نمایاں کی امید

جو کسی سے نہ ہوا حضرتِ مفتی صاحب

فرضِ تبلیغ ادا ہو گا اب انشاء اللہ

دِل یہ دیتے ہیں صدا حضرتِ مفتی صاحب

آپ سے خیر طلب آئے ہیں رخصت کرنے

دیجیئے ان کو دعا حضرتِ مفتی صاحب

آپ لیجاتے ہیں تشریف خدا کو سونپا !

ہے نگہبان خدا حضرتِ مفتی صاحب

یاد رکھیئے گا دعائے سفری میں مجھ کو !!

کہ ہوں محتاجِ دعا حضرتِ مفتی صاحب

تنِ تنہا ہی نہیں آپ کا شیدا مختار

ہیں ہزاروں ہی فدا حضرتِ مفتی صاحب

امریکہ میں تبلیغ اسلام کی رپورٹ نمبر ۸

اِسلام

دو نومسلم

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب اخبار الحکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

آپ یہ سنکر خوش ہونگے۔ کہ اس ملک میں اشاعت اسلام کا کام روز افزوں ترقی پر ہے۔ ہفتہ وار جلسہ ہوتا ہے۔ اور تائید اسلام میں تقریریں اور سوال و جواب ہوتے ہیں۔ ۲۱ر نومبر کو عاجز راقم نے دین اسلام کی خوبیوں پر تقریر کی۔ اور میڈم صدیقۃ النساء (مسز گاربر) نے نظم اور نثر میں اپنا مضمون اسلامی خوبیوں پر پڑھا۔ اس کے بعد ایک عیسائی بنام مسٹر لی ہچی سن نے جو زیر تبلیغ تھا۔ دین اسلام قبول کیا۔ اسلامی نام محمد علے رکھا گیا۔ اس کے علاوہ ایک اور صاحب گذشتہ رپورٹ کے بعد مسلمان ہوئے۔ جن کا

عیسائی نام مسٹر ایلیس رسل تھا۔ اسلامی نام غلام رسول رکھا گیا۔ فالحمد للہ

مکان اور اشتہارات اور اشاعت پر خرچ بہت ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ ہے۔ کہ سب سامان مہیا ہوں۔ بعض اشیاء کی قیمت میں کمی ہوگئی ہے۔ مثلاً لباس اور بوٹ وغیرہ۔ پھر بھی قبل جنگ کی نسبت نرخ دو گنے ہیں۔ ایک معمولی دفتر کی کرسی بنٹ وڈ اور بید کی بنی ہوئی جو ہندوستان میں عمدہ سے عمدہ پانچ روپیہ میں ملتی تھی۔ یہاں سے ۴۵ میں خریدنی پڑی۔ پھر بھی اتنی آرام دہ نہیں جتنی پنجاب کی ساخت۔

ہندوستانی بھائیوں کی سہولت کے واسطے ایک تجارتی ایجنسی بھی کھولی گئی ہے جس کا کام عاجز کی نگرانی کے ماتحت ایک روسی نوجوان مسلم بنام مسٹر علاج الدین نوری صادق نے اپنے ذمہ لیا ہے۔ اس ایجنسی کا نام احمدیہ ایشیاٹک امریکن ایجنسی ہوگا۔ اور تار کے واسطے مختصر نام احمدیہ شکاگو ہوگا۔ Ahmadia Chicago کہنے سے تار ہم کو مل جائیگا تار کے واسطے Bentley بنٹلی کا کوڈ استعمال کیا جائیگا۔ کیونکہ آجکل زیادہ تر مقبول اور مراج ہے۔ جو صاحب مال منگوانا چاہیں۔ یا ہندوستان سے مال روانہ کریں۔ ہر دو حالت میں واجبی کمیشن پر پوری امداد کیجائیگی۔ مال کے آرڈر کے ساتھ کم از کم ⅓ حصہ اندازاً قیمت کا پیشگی آنا چاہیئے۔ اسکے علاوہ اور جو خدمت اہل وطن کی ہیں۔ یہاں رہ کر کر سکتا ہوں۔ اسکے واسطے میں ہر وقت حاضر ہوں۔ شکاگو دنیا کا بہت بڑا تجارتی اور علمی ایک مرکز مانا گیا ہے۔ شہر جھیل کے کنارے ۲۶ میل لمبا اور دس میل چوڑا ہے۔ کارخانے نہایت کثرت سے ہیں۔

یہاں آجکل صحت کی ایک نمائش گاہ قائم کی گئی ہے۔ جسمیں یہ دکھایا جا رہا ہے۔ کہ مثلاً بچوں کی صحت کے واسطے ماں کو کیا احتیاطیں برتنی چاہیں۔ جرمس سے بچنے کے واسطے پانی اور دودھ اور مکھن وغیرہ کو کس طرح صاف کرنا چاہیئے۔ مکھیوں اور مچھروں اور چوہوں سے گھروں کو صاف رکھنے کی کیا ترکیبیں ہیں۔ مکانوں کے اندر صاف ہوا کس طرح پہنچائی جا سکتی ہے۔ پبلک امراض سے بچے رہنے کے واسطے کیا ترکیبیں ہیں۔ اس قسم کی مفید عام نمائشوں کا رواج ہندوستان میں محکمہ صحت کو کر دینا چاہیئے۔

ایک ڈاکٹر نے زندگی بھر کے تجارب کے بعد ایک کتاب شایع کی ہے۔ جس کا خلاصہ مطلب یہ ہے۔ کہ انسانی زندگی کا انحصار بعض بدنی غدود پر ہے۔ جن کے کمزور ہو جانے سے آدمی ضعیف ہو کر مر جاتا ہے۔ لیکن ان غدود کو بذریعہ عمل جراحی نکال کر ان کی جگہ تازہ غدود رکھنے سے انسان ایک سو چالیس سال کی عمر تک پہنچ سکتا ہے۔ اس کتاب کا نام لائف ہے۔

ایک عیسائی مسٹر تھارٹن نام نے اپنی بی بی کو طلاق دینے کے بعد اپنی خوش دامن صاحبہ سے نکاح کر لیا ہے۔ جو اس ملک کے قانون کے خلاف ہے۔ اسواسطے ان پر مقدمہ چلایا گیا ہے۔ ان کی حجت یہ ہے۔ کہ جب بی بی کو طلاق ہو گئی۔ تو اب اسکی ماں خوشدامن نہیں رہی۔

آج یہاں طلوع آفتاب ۷ بجے اور غروب ۴ بجے ۱۲ منٹ پر تھا۔

۲۹ نومبر سنہ ۱۹۲۰ء

Mufti Mohd Sadiq
4334 Ellis Avenue
Chicago Ill.
U. S. America

ایک قابل عبرت مثال

قادیان میں ایک عورت جو احمدی تھی۔ گذشتہ چند دن ہوئے فوت ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ اسکی مغفرت و پردہ پوشی کی ستاری کرے اور بخشے۔ اس سے ایک ایسی غلطی ہوئی۔ جو اکثر احمدیوں سے سرزد ہو جاتی ہے اس نے اپنی لڑکی کی شادی غیر احمدیوں کے ہاں کی تھی۔ اور اس واقعہ کے بعد وہ بہت نادم بھی ہوئی۔ اور بعض لوگوں کے پاس اسکا اظہار بھی کیا تھا۔ آخرش وہ فوت ہوگئی۔ جسکے ورثاء نے حضرت کو جنازہ کیلئے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ وہ غیر احمدی تھی۔ اس نے غیر احمدی لوگوں کو لڑکی دی۔ ہم جنازہ نہیں پڑھیں گے۔

اس کے رشتہ دار ادہر ادہر بھاگے پھرتے تھے۔ بہت کوشش کے بعد جب انہوں نے اس امر کی شہادتیں دیدیں۔ کہ واقعی وہ عورت پشیمان تھی بلکہ بعض کو کہا تھا۔ کہ میری دوسری دختر بیعت کرا دو۔ تب آپ نے کسی دوسرے شخص کو نماز جنازہ پڑھ دینے کا حکم دیا۔

بہت احمدی ابھی تک اس غلطی کے مرتکب ہیں۔ کہ وہ غیروں کو لڑکیاں دیتے ہیں۔ ان لوگوں کیلئے یہ واقعہ قابل عبرت ہو۔ کہ اس جنازہ کیلئے کس قدر روک پیدا ہوئی۔ اس سے یہ نتیجہ بھی نکال لیا جاوے۔ کہ پہلے رشتہ کر دیا جاوے۔ پھر توبہ کر لی جائے جو جان بوجھ کر ایسا کرتا ہو۔ وہ خدا تعالیٰ کو دھوکہ دینا چاہتا ہے۔ اور خود بڑے نقصان میں ہے۔ یہ عورت پہلے اس مسئلہ کو نہ جانتی تھی۔ یہی اسکی ناواقفی اسکو بچا گئی۔ ورنہ معلوم نہیں۔ کہ کیا ہوتا۔ ٭

جماعت کے سب افراد اس بات پر پورے زور سے عمل کریں۔ تا ایسا نہ ہو کہ نقصان عظیم اٹھانا پڑے ٭

مبلّغین کو ہدایات!

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے ۲۶ جنوری ۱۹۲۱ء کو بعد نماز ظہر بورڈنگ مدرسہ احمدیہ کے ایک کمرے میں مبلّغین کے سامنے ایک تقریر فرمائی ساری تقریر تو میں نے نہیں لکھی۔ مگر ہاں ضروری امور میں سے کوئی باقی رہ بھی نہیں گیا۔ لکھنے کے وقت میرا خیال تھا۔ کہ میں اپنے لئے لکھتا ہوں۔ مگر بعد میں بدل گیا۔ احباب کے لئے درج کرتا ہوں؛

تقریر کیا ہے۔ ایک معارف کا سمندر ہے۔ جس پر چلکر انسان کامیابیوں کا خزانہ حاصل کر سکتا ہے۔ ہر ایک مبلغ کیلئے ضروری ہے۔ ان تجاویز پر عمل پیرایہ ہو۔ اور ان کو اپنی جان کے ساتھ بطور تعویذ رکھے۔

(ایڈیٹر)

آپ نے کلمہ تشہد پڑھ کر سورۂ فاتحہ تلاوت فرمائی۔ اور فرمایا۔ یہ ایک مذہب کے ساتھ تعلق رکھنے والے ہیں۔ جنکی ذمہ واریوں میں سے ایک ذمہ واری تبلیغ بھی ہے۔ کہ ساری دنیا میں تبلیغ ہو۔ پس ہمارے لئے تبلیغ کے ذرائع کے متعلق غور کرنا چاہیئے۔ ۳۰ سال سے ہمارے سلسلہ میں تبلیغ جاری ہے۔ مگر میں دیکھتا ہوں۔ کہ ابھی تک وہ مفید نتائج پیدا نہیں ہوئے۔ جو ہونے چاہیئے تھے۔

دو چیزیں ہوتی ہیں۔ ایک ہتھیار ایک ہتھیار چلانے والا۔

اب دیکھنا ہے۔ کہ کونسی چیز ہمارے پاس نہیں۔ آیا ہمارے پاس ہتھیار نہیں ہے۔ یا ہاتھ نہیں۔ یا دونو ہی نہیں۔

ہتھیار تو ہیں۔ اسکو مخالف بھی مانتے ہیں۔ پھر بات یہ رہ جاتی ہے۔ کہ چلانے والے میں نقص ہے۔ کہ وہ چلاتا نہیں۔ یا شوق سے نہیں چلاتا۔ اسکے لئے غور کرنا ہے۔

تبلیغ کے لئے کن باتوں کی ضرورت ہے

اسوقت تین گروہ مخاطب ہیں۔ اوّل جو خود مبلغ ہیں۔ دوسرے جو ابھی بننے والے ہیں۔ تیسرے جو منتظم ہیں۔ پھر اس وقت سامنے تین قسم کے گروہ ہیں۔

اوّل جنکا حلقہ نظر بالکل محدود ہے۔ جیسے طالب علم ہیں۔ ان کا حلقہ نظر بالکل محدود ہے دوسرا طبقہ جنکی نظر محدود تو نہیں۔ وہ دنیا میں پھرتے ہیں۔ ان کو معلوم ہے۔ کہ دنیا میں بڑے بڑے لسان ہوتے ہیں۔ بڑے بڑے ضدی ہوتے ہیں۔ ان کے سامنے بعض اوقات موٹی سے موٹی صداقت کا ثابت کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ انکی نظر کو وسعت عرض کے لحاظ سے ہے۔ مگر عمق کے لحاظ سے نہیں۔

عمق۔ یعنی یہ بات کیونکر پیدا ہوئی۔ اُن کی محرکات کا علم نہیں ہے۔ ان باتوں کا علم نہیں۔ جنکی وجہ سے دہریت پیدا ہو رہی ہے۔

تیسرے گروہ کو سب کچھ معلوم ہے۔ ان تینوں کے لئے ایک ایسی بات کر دینی جو سب کے لئے یکساں مفید ہو یہ مشکل ہے۔ یہ ایک حصہ تو ایسا ہے۔ ان کو اس لئے بٹھایا ہے۔ کہ وہ بات سن لیں۔ ان کے کان میں بات ڈالنی ہے۔ (اس سے مراد مدرسہ احمدیہ کی ساتویں جماعت کے طلباء مولوی فاضل کلاس مبلغین کلاس کے طلباء ہیں۔ ایڈیٹر) باقی دو کیلئے فائدہ مند ہو سکتی ہے۔

مبلّغ کون ہیں؟

مبلغ کون ہے۔ مبلغ کے معنے تو پہنچا دینا ہے۔ مبلغ اسوقت تو ظلی ہیں۔ لوگ بنوت ظلی کہتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں ہم مومن بھی ظلی ہیں اصل مومن تو نبی کریمؐ ہیں۔ ہم ان کے ظل ہیں اصل مبلغ تو نبی کریمؐ ہیں ہم تو انکے ظل ہیں۔ آپ کو فرمایا گیا۔ بلغ ما انزل الیک من ربک فان لم تفعل فما بلغت۔

مبلغ کا کام یہ ہے۔ کہ نبی کریمؐ پر جو کچھ اتارا گیا ہے وہ سارے کا سارا پہنچا دے۔ بیچ میں سے کچھ رکھے نہیں۔

جیسے ہمارے ملک میں لوگ نائیوں کو چیز تقسیم کرنے کے لئے دیتے ہیں۔ کہ جاؤ یہ چیز دس گھروں میں تقسیم کر آؤ۔ اگر وہ آٹھ میں تقسیم کر دے۔ اور دو حصے گھر رکھ لے تو یہ دیانت داری نہیں۔ مالک اس سے خوش نہ ہوگا۔ کیونکہ اسنے اسکو پہنچایا نہیں یا ایک ہی گھر میں دیدے کہ میں نے پہنچا دیا۔ وہ اسوقت تک درست نہ ہوگا۔ جب تک ہر ایک کو ہر ایک کا حصہ نہ پہنچایا جاوے۔

اسی طرح سے مبلغ کا فرض ہے۔ کہ وہ ہر ایک کو اسکا حصہ دے۔ یہ نہیں کہ ایک ہی کو سارا حصہ دیدے اور یہ بھی نہیں کہ بیچ میں سے کچھ رکھ لے۔ ہر ایک طبقے میں اسکے مناسب تعلیم پہنچانی چاہیئے۔ یہ نہیں کہ عیسائیوں کے ہاں کھڑے ہو کر یہودیوں کی نسبت کچھ کہدے۔ اور ہندوؤں کے جاکر عیسائیوں کی نسبت کہے۔ اور سمجھے کہ میں نے پہنچا دیا۔ ان کو اسکی کیا ضرورت ہے۔ یہ پہنچانا نہیں۔ بلغ سے یہ بھی نکلتا ہے کہ جسکی چیز ہے۔ اسکو پہنچاؤ۔ یہودیوں کو نقائص ان کو پہنچاؤ۔ اپنی جماعت کے ان کو۔ یہ بلغ ما انزل الیک کے ماتحت ہے۔ اگر اسکے خلاف ہے۔ تو پھر یہ خلاف ہے گویا قرآن کریم مبلغ کا کام یہ بتاتا ہے کہ ہر ایک کو اس کا حق پہنچا دے۔ اسکے غیر کو نہ دے۔ گویا بلغ ما انزل الیک نے تبلیغ کی ساری شرطیں بیان کر دی ہیں۔

موٹی دو شاخیں

اصول صداقت — **فروع صداقت**

اصول ان تک پہنچائے جاتے ہیں۔ جو ان کے ماننے والے نہیں ہیں۔ اور ماننے والوں کے لئے فروع فروع ہو جاتے ہیں۔ یوں تو ہر ایک کو ان کا حق دینا ہے۔ اور افراد میں بھی ایسا ہی ہے۔ مگر موٹی تقسیم یہ ہے۔ پھر اندرونی تقسیم بھی دو قسم کی ہے۔

تبلیغ ظاہر — تبلیغ باطن

تبلیغ ظاہر نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ وغیرہ ہے تبلیغ باطن صفائی قلب۔ محبت اللہ وغیرہ ہے۔ یہ باتیں جب تک پیدا نہ ہوں۔ مبلغ کامل نہیں ہو سکتا۔

اوّل جو نہیں مانتے ان کو منوانا یہ کیسی مشکل بات ہے۔ ایک کو بات منوانا مشکل ہو جاتا ہے۔ یہاں تو ساری دنیا کو منوانا ہے۔ مبلغ ساری دنیا کا مبلغ ہے۔ یہ تقسیم جو ہے۔ یہ لاہور کا مبلغ ہے۔ اور یہ ضلع گورداسپور کا مبلغ ہے یہ فلاں جگہ کا ہے۔ یہ تقسیم تو انتظام کیلئے ہے۔ در اصل ہر ایک مبلغ ساری دنیا کا مبلغ ہے۔ یہ کام بہت بڑا کام ہے۔ یہ کام ایسا کام ہے۔ جسکے کرنے سے حکومتیں عاجز ہیں وسعت ایسی ہے۔ کہ جسکی کوئی حد نہیں ساری دنیا مبلغ کے ماتحت ہے۔ تو اسکا کام بہت ہی مشکل ہے۔ مگر وہ خدا جس نے اسکے ذمہ یہ کام لگایا ہے۔ اس نے اسکو بے مددگار نہیں چھوڑا۔ اللہ تعالیٰ نے دو سامان دیئے ہیں۔ روکیں بھی بہت ہیں۔ مگر ان کے استعمال کرنے سے ننانوے فی صدی اٹھ جاتی ہیں۔

(وہ دو مددگار یہ ہیں)

عقل — **شعور**

میں علیحدہ علیحدہ بتاؤنگا۔ کہ عقل سے کیا مراد ہے اور شعور سے مراد کیا ہے۔

یہ مددگار جب وہ بلائے تو تب وہ جیت جائیگا اور وہ کام کریگا۔ جو حکومت نہیں کر سکتی۔

عقل وہ مادہ ہے۔ جس سے انسان یہ معلوم کر لیتا ہے۔ کہ کونسی جیت اچھی ہے۔ اور کونسی بُری۔ یہ دلائل کے ساتھ ہوتا ہے یعنی اپنی بات کو دلائل کے ساتھ پیش کرے۔ یہ نہیں کہ بغیر دلائل کے پیش کرے۔ بلکہ ایسے دلائل پیش کرے۔ جنکو عقل صحیح مان لے۔ جب یہ ہو۔ تو پھر ایسے آدمی وہ کام کر سکتے ہیں جو حکومت نہیں کر سکتی۔

دوسرا مددگار شعور ہے۔ یہ دلائل سے بھی زبردست ہے۔ اسکا استعمال بڑا خطرناک ہے۔ اسکے استعمال سے بعض اوقات استعمال کرنے والا بھی اڑ جاتا ہے۔ یعنی یہ دلائل عقلیہ ہیں۔ بلکہ انسان کے اندر ایسی بات ہے۔ جو کہ انسانی جذبات کے ساتھ تعلق رکھتی ہے مثلاً محبت ہے۔ یہ دلائل کے ساتھ تعلق نہیں رکھتی۔ بلکہ یہ نسبت اندرونی ہے۔ یعنی یہ جذبات کو ابھارنے والے دلائل ہیں۔ قرآن کریم بھی جذبات کو ابھارتا ہے۔ حضرت صاحب کی کتب میں بھی یہ بات ہے۔ بار بار لکھتے ہیں یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کہ نبی کریم زمین میں دفن ہیں۔ اور مسیح آسمان پر چلا گیا۔ یعنی پہلے جذبات کو ابھارے پھر اسکے ساتھ ہی اپنے دلائل چلا دے۔ اگر صرف جذبات کو ابھارا جائے۔ اور دلائل سے کام نہ لے۔ تو عقل جاتی رہتی ہے۔ اور اگر صرف عقل سے کام لے اور جذبات سے کام نہ لے۔ تو جو شخص پیدا ہونگے۔ وہ خالی فلاسفر پیدا ہونگے۔ اور۔ اور طرف چلے جاوینگے۔ اس لئے دونوں چیزیں اکھٹی استعمال کرنی چاہئیں۔

یہ اسوقت اثر کر سکتی ہیں۔ جب تک سننے والا دیکھ نہ لے۔ کہ تمہارے اندر بھی اس کے تغیرات ہیں اور اثرات ہیں۔

گویا دلیل کے ساتھ جب مشاہدہ ملتا ہے۔ تو پھر کامیابی ہوتی ہے۔ جو جذبات کو ابھارتا ہے۔ مگر خود اسکے اندر روح نہیں اسکا کچھ اثر نہ ہوگا۔ پس ضروری ہے۔ کہ جو کچھ مبلغ کہہ رہا ہے۔ اسکا اثر پہلے اپنے اندر پیدا کرے اور بے غرض ہو۔ یہ تو اصول ہیں۔

اب میں فروع کے طور پر چند باتیں بتاتا ہوں۔

(۱) کسی غرض کو دل میں لیکر نہ کھڑا ہو۔ قطعاً کسی قسم کا لالچ لیکر نہ کھڑا ہو۔ کیونکہ مبلغ محمد رسول اللہ کا ظل ہے۔ وہ غنی تھے۔ اس کو بھی غنی ہونا چاہیئے۔ اگر یہ بات ثابت نہیں کرتا۔ تو اسکا وعظ یونہی جائیگا۔

(۲) سوال سے وعظ کو بہت بچنا چاہیئے کسی وقت بھی سوال نہ کرے۔

(۳) دلیر ہو۔ جب تک یہ دلیر نہیں قطعاً اسکا اثر نہیں پڑ سکتا۔ اگر یہ دلیر نہیں تو ہمیشہ یہ ان کے پاس جائیگا۔ جو اسکے وعظ پر جزاک اللہ مرحبا کہتے ہیں۔ ہمارے مبلغوں کو دلیر ہونا چاہیئے۔

یہ کہنا کہ ایک گاؤں کو احمدی بنالیں پھر آگے چلیں گے۔ طبائع مختلف ہوتی ہیں۔ بعض جلد دس پندرہ روز کی تبلیغ سے مان لیتے ہیں اور بعض سو دو سو روز کی۔ بعض سال دو سال کی تبلیغ سے۔ بعض دس پندرہ سال کی تبلیغ سے جو مان چکے ہیں۔ وہ تو وہ ہیں۔ جو بہت جلد مان لیتے ہیں۔ اب جو باقی رہ گئے ہیں۔ وہ وہ ہیں۔ جو دیر سے ماننے والے ہیں۔ اس لئے ہمکو چاہیئے کہ دنیا کا ایک چکر کاٹ ڈالیں۔ اور جن جن مقامات پر تبلیغ نہیں گئی۔ وہاں جانے سے وہ لوگ جو جلد ماننے والے ہیں۔ بہت جلد مان لینگے اس لئے ہر ایک مقام پر جانا چاہیئے۔

پس مبلغ دلیر ہونا چاہیئے۔ اسکا بہت اثر ہوتا ہے۔ میرا خیال ہے۔ کہ سرحدی قبائل کے اندر کوئی شخص دلیری کے ساتھ چلا جاوے۔ اور اسکی پرواہ نہ کرے۔ کہ میں مارا جاؤں گا۔ یا بچ رہوں گا۔ تو دو تین سال میں یہ سارے قبائل سلسلہ میں داخل ہو جاویں۔ کیونکہ ان کی حالت بالکل عربوں کی سی ہے۔

اگر دلیری کے ساتھ وہاں جانیوالے لوگ ہوں۔ تو تیس چالیس کی قربانی سے بیس تیس لاکھ آدمی ہمکو مل سکتا ہے۔ اسی طرح بخارا وغیرہ ہے۔ جب تک یہ خیال ہے۔ انگریزی علاقے اور انگریزی پولیس کے ساتھ تبلیغ کریں یہ کمزوری ہے۔ جب تک ہم ان علاقوں میں نہ جاویں۔ جہاں یہ بات نہیں۔ اسوقت تک کامیابی نہیں ہو سکتی۔

۔ قسم کے گناہ دلیری نہ ہونے سے پیدا ہوتے ہیں۔

(۴) ہمدردی خلق ہو۔ جب کسی جگہ جاؤ۔ تو ایسا کام کرو۔ کہ لوگوں کو معلوم ہو جاوے۔ کہ یہ ہمارا ہمدرد ہے۔ اس سے مذہبی تعصب جاتا جاتا رہتا ہے۔

(۵) عام علم سے ناواقف نہ ہو۔ مثلاً کسی جگہ ذکر ہو۔ کہ جاوا میں یہ بات ہوئی ہے۔ تو ایسا نہ ہو کہ آپ کہدیں کہ جاوا کیا چیز ہے ایسا کہہ دینے سے سخت بُرا اثر پڑتا ہے۔ یہ علم المجلس ہے۔ اسمیں جغرافیہ۔ تاریخ۔ آداب المجلس۔ تجارت۔ طب۔ سائنس۔ معاملات حاضرہ سب شامل ہیں۔ اور ان کا تھوڑا تھوڑا جاننا ضروری ہے۔

(۶) مبلغ ظاہر میں بھی غلیظ نہ ہو۔ قلب پر ظاہری شکل و شباہت کا بہت اثر ہوتا ہے۔ یہ نہ ہو کہ لباس میلا ہو۔ بدبودار چیز نہ کھا کر آوے جو چیزیں عبادت کے راستے میں روک ہیں وہ نہ کرے۔ ایسا نہ ہو کہ لباس پر دھبے پڑے ہوئے ہیں۔ ہاں اسمیں غلو بھی نہ ہو۔ ایسا نہ ہو۔ کہ ایسی صفائی کرے۔ کہ کام کی ہی صفائی ہو جائے۔

(۷) مبلغ کو اپنے اخراجات کو بہت محدود رکھنا چاہیئے۔ میرے نزدیک مبلغ کھانا کرایہ رہائش کے اخراجات بیت المال سے لے سکتا ہے۔ قوت لایموت سے باہر نہ لے میں نے خلیفہ اول رضؓ کے زمانے میں دو سفر کئے ان میں یہ احتیاط برتی ہے۔ پہلے بنارس تک سفر کیا۔ چھ سات آدمی تھے۔ مگر ۲ روپیہ خرچ ہوا۔ غرض مبلغ اسراف نہ کرے۔ یہ تو نمونہ ہے۔ اگر یہ اسراف کریگا۔ تو پھر لوگوں میں بھی یہ بات پیدا ہو جائیگی۔ اور چندوں میں بھی بے توجگی پیدا ہو جائیگی۔

(۸) مبلغ خود ستا نہ ہو۔ اور متکبر نہ ہو۔ نوجوان مبلغ تو قطعی طور سے اس سے پرہیز کریں ورنہ وہ تباہ ہو جاوینگے۔

جو استاد ہو جاتا ہے۔ اسکو تو اپنے واقعات سمجھانے کیلئے سنانے پڑتے ہیں۔ مگر نوجوان قطعاً ایسا کام نہ کرے۔ کسی کو نہ سنائے کہ کیا ہوا۔ ہاں کوئی پوچھے تو مختصر سا ذکر کر دے۔

(۹) عبادت پر بہت زور دے۔

عبادت جو ہے۔ وہ دل کو جلد صاف کرتی ہے۔ مبلغ کیلئے ضروری ہے۔ کہ وہ تہجد گذار ہو۔ نبی کریمؐ کے زمانے میں تہجد نہ پڑھنا کمزوری تھی۔ مگر اب تہجد پڑھنا ولایت ہے۔

فرائض تو ایسے ہیں۔ جیسے بچہ پیدا ہو گیا مگر ننگا ہے۔

نوافل اسکی زینت ہیں۔ مبلغ کیلئے ضروری ہے۔ کہ تہجد پڑھے۔ زیادہ نہیں تو دو رکعت ہی پڑھ لے۔ اور عبادتیں بھی ہیں۔ جو دل کو جلا دینے والی عبادتیں ہیں۔ وہ نوافل ہیں۔

(۱۰) دعا ہے۔ عبادت بغیر خدا کے فضل کے مردہ ہے۔ جو مبلغ دعا نہیں کرتا اس کے اندر مخفی کبر ہے۔

(۱۱) مبلغ میں انتظامی قابلیت بھی ہونی چاہئیے اگر اس میں یہ قابلیت نہیں۔ تو اسکی محنت ضائع ہو جاوے گی۔ یعنی ان کو چاہیئے کہ جہاں جائیں وہاں مبلغ پیدا کریں۔ تبلیغ کی انجمنیں قائم کریں۔ اور ان کو آہستہ آہستہ ترقی دیں۔ اور اسکا ایک جال پھیلا دینا چاہیئے۔

جب محاسب کے سکرٹری انجمنیں کھولتے ہیں۔ تو تبلیغ کے سکرٹری کو بھی چاہیئے۔ کہ جہاں وہ جاویں۔ خواہ مستقل یا عارضی وہ تبلیغ کی انجمنیں کھولیں۔ اور دوسروں کے اخلاق کی نگرانی کریں۔

اس کے بعد تقریر ختم کی گئی۔ وقت بہت ہو گیا تھا۔ عصر کی نماز پڑھنی تھی۔ حضور نے درس بھی دینا تھا۔ لہذا فرمایا کہ باقی بعد نماز مغرب ہوگا۔ اسپر جلسہ ختم ہوا۔

اجلاس دوم

(بعد نماز مغرب)

آپ نے تشہد اور الحمد شریف پڑھکر فرمایا۔

(۱۲) بارہویں بات یہ ہے جسکا یاد رکھنا مبلغ کیلئے بڑا ہی ضروری ہے۔ وہ ایک بہت ہی نازک امر ہے۔ لوگ اسکی احتیاط نہیں کرتے۔ میں نے اس سے بہت فائدہ اٹھایا ہے۔ یہ ان گروں میں سے ہے۔ جو سہل الحصول ہیں۔ وہ یہ ہے۔ کہ جب کسی دشمن سے مقابلہ پیش آئے۔ تو دشمن کو حقیر نہ جانے اور ساتھ یہ بھی خیال نہ کرے۔ کہ میں اس سے کمزور ہوں میں نے بعض اعتراضات بعضوں سے ایسے سنے ہیں۔ جو پہلے میرے ذہن میں اعتراضات کے رنگ میں نہیں آئے۔ پھر مجھے ان سے

لطف آیا۔ غرض کتنا ہی چھوٹے سے چھوٹا دشمن ہو۔ اسکو حقیر نہ جانو۔ حتیٰ کہ اگر وہ بچے کی شکل میں بھی دشمن ہو۔ تو اسکو بھی حقیر نہ جانے اور یہ سمجھ لے کہ شاید اسکے ذریعہ میرا امتحان ہونے لگا ہو۔ اس لئے اسکو حقیر جاننے اور نہ تکبر کرے بلکہ خوف ہو۔ اور نہ ساتھ ہی خوف کے یہ بھی نہ ہو کہ اپنے آپ کو حقیر سمجھ لے۔ بلکہ یقین رکھے کہ خدا میرے ساتھ ہے۔ اس لئے مجھے شکست نہیں ہو سکتی۔

انسانی علم بہت محدود ہے۔ کوئی شخص سب اعتراضات کے جواب یاد نہیں رکھ سکتا۔ اسلئے اپنی کمزوری اور خدا کی نصرت کا یقین رکھے۔ دشمن کی کمزوری کا یقین نہ رکھے۔ یہ بات پیدا کرے تو بہت فائدہ مند ہے۔ مگر پیدا کرنی بہت مشکل ہے۔ جب انسان کسی کے مقابلے میں آنے سے ڈرتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ کہیں میری وجہ سے میری سستی کیوجہ سے زک نہ ہو۔ اور دوسری طرف یقین کرے۔ کہ یہ مذہب سچا ہے۔ خدا کی طرف سے ہے۔ خدا خود اپنے سچے مذہب کیلئے میری تائید کریگا۔ جب اس طرح انسان خدا پر توکل کرتا ہے۔ اور ادھر دشمن کو حقیر نہیں جانتا۔ تو ایسے شخص کو خاص نصرت ملتی ہے۔

(۱۳) تیرہویں بات میں نے بہت تجربہ کی ہے۔ بہت کیا ہمیشہ تجربہ کی۔ کوئی لیکچر نہیں کیا۔ جب میں نے اسکا تجربہ نہ کیا ہو۔ الا ماشاء اللہ۔

وہ یہ ہے۔ کہ جب تبلیغ کیلئے کھڑا ہو۔ اپنے ذہن سے سب کچھ نکال دے۔ جب وہ خالی الذہن ہو جائیگا۔ تو ایسے علوم کا سرچشمہ پھوٹ نکلتا ہے۔ کیونکہ یہ اپنے آپ کو یہ کہتا ہے۔ کہ میں کچھ نہیں۔ جب وہ کچھ نہیں کہتا ہے تو خدا اسکو ضائع نہیں کرتا۔

بعض اوقات اسطرح میں خدا پر بھروسہ کر کے کھڑا ہو جاتا ہوں۔ پانچ پانچ منٹ تک مجھے نہیں پتہ لگا۔ کہ میں کیا کہہ رہا ہوں اسکے بعد پھر مجھے پتہ لگتا ہے۔ کہ فلاں مضمون ہے۔

توکل کا ایسا مقام ہے۔ کہ جب وہ اپنے ذہن کو خالی کر لیتا ہے۔ اسوقت وہ اپنے نام تک کو بھول جاتا ہے۔

بعض اوقات وہ بہت سے فقرات کہہ جاتا ہے۔ اور اسکو پتہ نہیں لگتا۔ کہ میں کیا مضمون بیان کر رہا ہوں۔ پھر اسکے بعد کشف ہو جاتا ہے۔ اور اس کو مضمون کا پتہ لگ جاتا ہے۔ فرمایا کہ پٹیالہ کی تقریر میں پانچ منٹ تک مجھے کچھ پتہ نہ لگا۔ کہ میں کیا کہہ رہا ہوں یہاں تک کہ میرے ماتھے پر پانی کے قطرے آ گئے۔ پھر اسکے بعد فوراً ہی مضمون کا پتہ لگ گیا۔ اور میں چل پڑا۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو باتیں آتی ہیں۔ وہ موٹی موٹی ہوتی ہیں۔ خدا جن کو توفیق دے۔ وہ دیکھیں کہ بہت سے فیوض اسطرح ملتے ہیں۔

(۱۴) اختلاف ہر چیز میں ہوتا ہے۔ صحابہ میں بھی پارٹیاں تھیں۔ نبی کریمؐ کی بیویوں میں بھی تھیں۔ مبلغ کیلئے ضروری ہے۔ کہ وہ کسی پارٹی میں اپنے آپ کو شامل نہ کرے مثلاً کسی گاؤں میں مبلغ جاتا ہے۔ وہاں کے احمدیوں میں اختلاف ہے۔ تو یہ ان کی کسی پارٹی میں سے ہو کر بحث نہ کرے۔ بلکہ بحیثیت ایک مصلح کے ہو کر اپنے آپ کو ان سے ممتاز رکھے۔ اور کسی طرف شامل نہ ہو۔ نبی کریم صحابہ کے جنگی مقابلہ میں کسی کے ساتھ شامل نہ ہوتے تھے۔ مبلغ تو فیصلہ کرنے والا ہے۔ اس لئے فریق مخالف نہ بنے۔

(۱۵) کبھی کسی شخص کو یہ خیال نہ کرنا چاہئیے کہ میرا علم کامل ہو گیا ہے۔ علم کی مثال تو میں ایسے سمجھتا ہوں۔ کہ ایک راستے پر چلے پھر اس راستے میں سے دو راستے ہو جاویں پھر انمیں سے دو اور نکل آویں۔ پھر دو اور نکل آویں۔ اور یہ سلسلہ ختم ہی نہ ہو۔ حتیٰ کہ ہزاروں راستے نکل آویں۔ علم کا خاتمہ جہالت کیطرف ہے۔ اوپر اسکا خاتمہ نہیں ہے۔ علم کے درخت پر چڑھنے والے کا خاتمہ نہیں ہو سکتا۔ جو سمجھتا ہے۔ کہ میرا علم مکمل ہو گیا ہے۔ وہ جہالت میں پڑ جاتا ہے۔ اور اس میں تکبر آ جاتا ہے۔

(۱۶) قرآن کریم میں بلغ ما انزل الیک فرمایا ہے۔ جن وجودوں کو حکم ہے۔ ان کو پہنچانا ہے۔ یہاں بانٹ دے کا لفظ نہیں اگر بانٹ دے کا لفظ ہوتا۔ تو اسکے معنے ہوتے جسکو مرضی ہے دے۔ مگر یہاں تو پہنچانا ہے۔ عمومیت کے طور پر کل انسان ہیں۔

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس

عمومیت میں ہر قوم ہر فرقہ ہر جماعت نے لے کسی قوم کو حقیر نہ جانے۔ ہمارے مبلغوں نے بعض قوموں کی طرف توجہ نہیں کی۔ مثلاً چوہڑے ہیں۔ عیسائیوں نے اسطرف بہت توجہ کی ہے۔ بلغ میں ادنیٰ قومیں بھی آ جاتی ہیں۔ اور نہیں تو مبلغ اور لوگوں کو ہی ہدایت کرے۔ کہ ہر گھر میں جب چوہڑے آویں۔ تو گھر والے ان کو وعظ کریں۔ ان قوموں میں سے لاکھوں آدمی نکل سکتے ہیں۔ پس کسی قوم کو حقیر نہ سمجھا جائے اور ادنےٰ قوموں کی تبلیغ کو مدنظر رکھا جاوے۔

(۱۷) مبلغ میں ملنے جلنے کا مادہ ہو بعض لوگ ہوتے ہیں۔ کہ وہ بول نہیں سکتے۔ اور بعض ہوتے ہیں۔ کہ وہ پہلے ہی واقفیت کر لیتے ہیں۔ پھر جب کام شروع کرتے ہیں۔

تو مخالف لوگ منہ دیکھنے کی وجہ سے مخالفت نہیں کر سکتے۔ بڑے لوگ لیکچروں میں نہیں جا سکتے۔ انکے گھروں میں چلا جائے۔ اور ان سے واقفیت پیدا کرے۔ پھر وعظ کرے ملنے جلنے کا کام بہت مفید ہے۔ غرض اس کو ذاتی دوستی پیدا کرنی چاہیئے۔

(۱۸) مبلغ میں ایثار ہو۔ جب تک ایثار نہ ہو۔ اسوقت تک اثر نہیں ہو سکتا۔ مثلاً ریل میں ایک شخص گھسنے لگتا ہے۔ تو لوگ اندر ہی سے شور مچاتے ہیں۔ اور اسکو آنے نہیں دیتے۔ اسوقت باہر والا منتیں کرتا ہے عاجزی کرتا ہے۔ وہ جانتا ہے۔ کہ سختی کرنے سے اسوقت نقصان ہو گا۔ جب وہ اندر آ جاتا ہے۔ پھر دوسرا شخص آنا چاہتا ہے۔ تو یہ جو ابھی منتیں کرتا تھا۔ سب سے پہلے اس کے گلے پڑ جائیگا۔ اور کہیگا۔ کہ سانس بھی لینے دوگے یا نہیں۔

اسوقت اگر یہ ایثار دکھائے تو پھر جسکے لئے ایثار ہوا ہے۔ وہ تو اسکا شکار ہے اور باقی بھی متاثر ہو جاوینگے۔ اگر سختی کرتا ہے تو پھر یہ تبلیغ نہیں کر سکتا۔

(۱۹) دلائل دو قسم کے ہوتے ہیں۔

ذوقی — عقلی

ذوقی دلیل کو دشمن کے سامنے پیش نہیں کرنا چاہیئے۔ ذوقی لطائف جو ذوق سلیم کے ماتحت ہوں۔ انکو منکر سلسلہ نہیں سمجھتا۔ اس کے سامنے عقلی دلائل پیش کرو۔

(۲۰) کوموقع تبلیغ کا نہ جانے دے۔

(۲۱) بیہودہ بحثوں میں نہ پڑے۔

(۲۲) اس بات کا خیال رکھے۔ کہ ہماری جماعت کے اخلاق کیسے ہیں۔ اگر وہ جماعت کے اخلاق کی درستی کی کوشش کرے گا۔ تو پھر اسکی کوششیں کامیاب ہونگی۔

بیرونی تقریریں کوئی چیز نہیں۔ جب تک اندرونی اخلاق درست نہ ہوں۔ اخلاق حسنہ کی نگرانی کرنی اہم فرائض میں سے ہے۔

(۲۳) زندگی روح۔ مردہ چیز حرکت نہیں کرتی۔ پس مبلغ کے اندر زندگی کی روح ہونی چاہیئے۔ جس سے وہ کہے کہ میں دنیا کے اندر ایک آگ لگا دوں۔

پس اخلاص ہو۔ اور ان شرائط پر عمل کرو۔

(جلسہ دعا پر ختم ہوا)

شیخ احمد اللہ صاحب انگلستان کو

شیخ احمد اللہ صاحب جو نوشہرہ میں ہیڈ کلرک تھے۔ اور قریباً ایک سال قادیان رہکر تعلیم دینیہ میں مصروف رہے۔ کل ۲۹ر جنوری ۱۹۲۱ء کو تبلیغ سلسلہ کے لئے عازم انگلستان ہو گئے ہیں۔ آپ بھی وہاں جاکر کاروبار کرتے ہوئے تبلیغ کرینگے۔ اور کاروبار کی غرض روپیہ جمع کرنا نہیں بلکہ ضروریاتِ زندگی مہیا کرنا ہے۔ باقی وقت وہ تبلیغ میں لگا دیں گے۔ اللہ تعالیٰ انکو بیش از بیش توفیق عطا فرماوے۔ انکے پہنچ جانے سے چار مبلغ وہاں جمع ہو جاویں گے۔ نیر صاحب کے نائیجریا جانے کی وجہ سے جو کمی ہوئی تھی۔ وہ اسطرح پوری ہو جائیگی۔

سفر رفتنت مبارک باد
بسلامت روی و باز آئی

اچھوت قوموں میں تبلیغ اسلام

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے بلغ ما انزل الیک کی تشریح کرتے ہوئے یہ فرمایا تھا۔ کہ ہر ایک شخص کو ہر ایک قوم کو اسکا حق پہنچا دینا ضروری ہے۔ اور قوم میں نیچ قومیں بھی آ جاتی ہیں۔ آپ نے نیچ قوموں میں تبلیغ کیلئے خاص طور پر مبلغین کو توجہ دلائی۔ غیر قوموں نے انمیں کام کرکے بہت فائدہ اٹھایا ہے۔

اسمیں کچھ شک نہیں۔ اگر ہم ان قوموں کیطرف توجہ نہیں کرتے۔ جو کہ مذلت میں پڑی ہوئی ہیں۔ اور ضلالت کے خطرناک سمندر کی رو میں بہ رہی ہیں۔ تو قیامت کے دن رب السموٰت والارض کے سامنے ہمارے دامن کو وہ قومیں پکڑینگی۔ اور ہمکو ملزم قرار دینگی۔ جنہوں نے باوجود علم رکھنے کے وہ گمراہی میں پڑی ہوئی ہیں۔ باوجود دیکھنے کے وہ ایک ضلالت کے گڑھے میں گری ہوئی ہیں۔ ان کے اٹھانے اور نکالنے کی کوئی کوشش نہیں کی۔ وہ قوم جسکا فرض اور نصب العین جسکی پیدائش کی غرض اصلاح الناس ہے۔ جیسے کہ فرمایا کنتم خیر امۃ اخرجت للناس۔ وہ قوم اگر اپنی آنکھوں سے یہ دیکھتی ہوئی کہ فلاں قوم یوں گری ہوئی ہے۔ پھر ان کی اصلاح میں کوشاں نہ ہو۔ تو وہ غرض جسکے لئے خیر امت کو پیدا کیا ہے۔ وہ فوت ہو جائیگی۔ اور عند اللہ اسکی جوابدہی کرنی پڑے گی۔

چھوت یا نیچ کی تشریح ایک تو ہماری عام عرفی زبان میں چوہڑے وغیرہ کی ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک عند اللہ اکرمکم اتقاکم متقی ہی معزز ہے۔ پس وہ قومیں جو عرف میں بھی نیچ ہیں۔ اور اتقاکم میں بھی شامل ہیں انکی حالت بہت ہی گری ہوئی ہے۔ کیونکہ وہ دینی مفاد اور دنیوی عزت دونوں سے محروم ہیں۔

پس خدا تعالیٰ نے تمکو اسی لئے کھڑا کیا ہے کہ تم ان کو معزز بناؤ۔ بحیثیت انسان کے وہ کسی سے کم نہیں ہیں۔ وہ ہمارے بھائی ہیں جو راستہ بھٹکے ہوئے ہیں۔ کیسا سنگدل کہلائیگا

وہ انسان جو اپنے بھولے ہوئے بھائی کو باوجود جاننے کے راستہ نہیں بتلاتا۔ کیسا برا ہے جو یہ دیکھ رہا ہے کہ یہ جہنم کی آگ میں پڑ رہا ہے۔ مگر اس کو اس آگ سے بچانے کے لئے کوشش نہیں کرتا اپنے نفس کو برا کہنا نفس نفسی کرنی یہ خوبی نہیں غیروں کے لئے اپنے وقت اپنے مال کو اپنی ہر چیز کو فدا کرنے والا مسلم ہے۔ اے مسلم اٹھ اور دیکھ اور آنکھیں کھول کسقدر مخلوق لاکھوں کروڑوں انسان آب حیات کی تلاش میں مر رہے ہیں کسقدر ہیں جو جہنم کی بھٹی میں گرنے لگے ہیں کیا اسوقت بھی تیرے دل میں انسانی ہمدردی کا جوش موجزن نہیں ہوتا۔ اٹھ ان کو بچا گرنے والے بہت ہیں اٹھانے والے تھوڑے۔ کام زیادہ۔ وقت کم بس کمر ہمت باندھ لے اور جب تک تو ان کو جہنم کی بھٹی سے نہ نکال لے اپنے عزم کی باگ کو ڈھیلا نہ کر۔ تا تیری غرض جو رب کریم نے رکھی ہے پوری ہو

مبلغین کلاس مبلغین کلاس کی طرف آج کل خاص طور پر کوشش کی جا رہی ہے اور ان کے لئے ملے کورس کو جلد ختم کرنے کے لئے انکے تعلیمی ٹائم کو بڑھا دیا ہے۔ یعنی سات گھنٹے روزانہ ان کو تعلیم کرنی پڑتی ہے۔ علاوہ مطالعہ کتب کے اللہ تعالیٰ کے فضل سے امید ہے کہ جماعت علماء کی بہت مفید ہوگی۔

بنگال کا دورہ ہمارے مکرم بھائی مولوی محفوظ الحق صاحب علمی ایڈیٹر رفیق حیات عنقریب کسی اور شخص کی معیت میں علاقہ بنگال کے دورے میں تشریف لے جاوینگے جہاں غالباً ان کو کافی عرصہ ٹھیرنا پڑیگا۔ ممکن ہے ایک سال کا لمبا دورہ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے بھائی کا اس سفر میں ناصر ہو۔

بڑے بڑے ہندوستانی ترک موالات کے مخالف ہیں یا موافق

ہمارے ابنائے وطن شاید یہ سمجھتے ہونگے کہ مسٹر گاندھی نے جو ترک موالات کی جو تحریک جاری کی ہے اس کے حامی تمام تجربہ کار سنجیدہ فہمیدہ اور مشہور لیڈران قوم و نیز جلیل القدر ہندوستانی ہیں ہم آج ابنائے وطن کی آگاہی کیلئے چند ممتاز ہندوستانیوں کے آراء ذیل میں درج کرتے ہیں جن سے بخوبی معلوم ہو جائیگا کہ ترک موالات کی تجویز کی مخالفت ہندوستان کو قریب قریب سب ہی لیڈروں نے کی ہے اور کر رہے ہیں۔

ترک موالات کی تحریک مردہ ہے جناب ڈاکٹر تیج بہادر صاحب فرماتے ہیں میں بلا تامل یہ کہتا ہوں کہ جہاں تک ترک موالات کا تعلق ہے۔ میرا خیال یہ ہے۔ کہ وہ مردہ ہے۔ میں نے کسی اخبار میں یہ رائے پڑھی تھی کہ اصلاحات مردہ ہیں۔ میرا خیال ہے۔ کہ اصلاحات مردہ نہیں ہیں بلکہ وہ زندہ جاوید ہیں اور بڑے بڑے اصلاحات تک پہنچانے والے ہیں اگر پچاس ساٹھ لڑکے کسی کالج کو چھوڑ دیں اور یہ کہا جائے کہ ترک موالات کامیاب ہو گئی تو میری نظر میں یہ کامیابی نہیں۔ ترک موالات کا نتیجہ کیا ہوا ہندوستانیوں اور انگریزوں کے مابین جو کدورت پیدا ہو گئی ہے۔ اس سے قطع نظر کرکے کیا ہندوستانی سوسائٹی آج چند سال پیشتر سے زیادہ متحد نظر آتی ہے۔ ہندوستان کی آزادی کا دارو مدار ہندوستانی اتحاد پر ہے۔ جو تحریک باپ کو بیٹے سے ایک جماعت کو دوسری جماعت سے جدا کرتی ہے جو اپنے مخالفین کو بزدل اور نمک حرام بیان کرنے سے دریغ نہ کرتی ہو۔ اس کی ناکامی لازمی اور شدید ہے۔ میرا یہ خیال ہے کہ اب وہ وقت آگیا ہے کہ جب مختلف جماعتوں کے مابین اتحاد عمل قائم ہونا چاہیئے۔ آنریبل مسٹر چنتامنی نے فرمایا ہے کہ ہم بدیں وجہ تجویز ترک موالات کے مخالف ہیں کہ ہم کو اس بات کا یقین ہے۔ کہ وہ ایک بیسود تجویز ہے۔ اور اس سے ہمارے ملک اور مقاصد کو نقصان پہنچے گا پہلے تو معاملات پنجاب اور مسئلہ خلافت کے خلاف اسکے ذریعہ سے صدائے احتجاج بلند کی گئی۔ بعد ازاں یہ کہا گیا کہ اسکے ذریعہ سے ایک سال کے اندر سوراج مل جائیگا چنانچہ چار ماہ بھی گذر گئے کہا جاتا ہے کہ اگر ووٹر ووٹ نہ دینگے سیاست دان اشخاص منتخب ہو کر کونسلوں میں نہ جائینگے وکیل وکالت ترک کرینگے طلباء اسکول اور کالج چھوڑ دیں گے۔ بدیسی مال کوئی نہ لیگا تو راہ نجات نکل آئیگا لیکن ووٹروں نے ووٹ دیے۔ کونسلیں بھی ممبروں سے پر ہو گئیں موکلوں کو ایک دن بھی وکیل نہ ملنے کی شکایت نہ ہوئی۔ نہ اسکول اور کالج استادوں یا طلباء کے قحط کے باعث بند ہو گیا۔ حالانکہ طلباء کو والدین کی نافرمانی کی ہدایت دینے سے بھی دریغ نہیں کیا گیا۔ میرا ہمیشہ سے یہ خیال رہا ہے۔ کہ اس طوفان بے تمیزی چالبازی اور سوشیل زیادتیوں سے ترک موالات کی تجویز کامیاب نہیں ہو سکتا۔

ترک موالات کی تجویز تباہ کن ہے آنریبل مسٹر فضل حق صاحب نے فرمایا ہے کہ ہم سے اس تجویز پر پختگی کے ساتھ قائم رہنے کے لئے کہا جاتا ہے۔ جو چہار طرف تباہی پھیلانیوالی ہے اور ہندوستان کی اسلامی آبادی غلام بنا دیگی۔ مسٹر گاندھی کی شان میں میں بے ادبی کرنا نہیں چاہتا۔ لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ دیگر لیڈران ترک موالات غیر ذمہ وار ایجی ٹیٹر ہیں جن کی صدق دلی میں ہم کو کلام ہے۔ بعض اشخاص نے بلا تامل اور علی الاعلان اس امر کا اقرار کر لیا ہے کہ ان کو مسئلہ خلافت کی پرواہ نہیں ہے بلکہ طلباء سے اسکول اور کالج چھڑوانے میں ان کا خاص مقصد ہے۔ کہ غداری پھیل جائے اور انقلاب عظیم پیدا کرنے کے لئے راستہ صاف ہو جائے ہم کشت و خون غارتگری اور لوٹ مار کی اس قسم کی تجویز پر مسٹر گاندھی کا ساتھ نہیں دے سکتے۔ سر نرائن گنیش چندرا ورکر صاحب نے فرمایا ہے۔ کہ ہم سب کو سوچ سمجھ کر کام کرنا چاہیئے تاکہ ملک کو نفع پہنچے ہندوستان جو ہمیشہ سے امن پسند رہا ہے۔ اور جس نے کبھی صبر و تحمل ترک نہیں کیا اس سے یہ کہا جاتا ہے کہ وہ ترک موالات اختیار کر کر

آنوں پیسوں پر نظر

(نوٹ - ۱۴ر جنوری ۱۹۳۱ء کو پیغام نے ہمارے چندے پر ہنسی کی ہے - اسکا جواب)

بہت لوگ ہوتے ہیں - جو آنوں اور پیسوں پر نظر رکھتے ہیں - انہی میں ہمارے پیغامی دوست بھی ہیں - جو ان ہی پیسوں کی طرف دیکھتے رہتے ہیں - کہ کس کے پاس زیادہ ہیں - اور کس کے پاس کم ہیں - ان ہی پیسوں کے لئے وہ ہم سے دور ہوئے - یہ پیسے ہی ان کے ٹھوکر کا باعث ہوئے اور دوسروں کے دروازے پر گرے - غیروں سے مانگا - اور اپنی ضروریات پوری کیں -

مسیح موعودؑ نے فرمایا تھا - کہ مال تو آویں گے مگر تم مالوں کو دیکھ کر ٹھوکر نہ کھانا - کیا اسی مال کی خاطر پیغامی دوستوں نے مسیح موعودؑ کے نام کو چھوڑا یا نہیں چھوڑا - اب ان کی ساری کوشش پیسہ جمع کرنے کی طرف لگی ہوئی ہے - اور بڑے بڑے شہروں میں روپے کی خاطر پھیر لگاتے ہیں - کہ کسی طرح مال ملے - اور اسی لئے وہ دوسرے کے پاس تھوڑے پیسے دیکھکر بچوں کی طرح ہنستے ہیں - جیسے بچوں کو دیکھا گیا ہے - کہ جب کسی ایک بچے کے پاس دو پیسے ہوں - تو دوسرے کے پاس ایک ہو - تو دو والا ایک والے کو دیکھ کر کہتا ہے - کہ دیکھا میرے پاس دو ہیں - اور تیرے پاس ایک - اور پھر اپنے دو پیسوں پر خوش ہوتا ہے - یہی حال پیغامی ملی وٹی کا ہے - اپنے پیسوں کی کثرت دیکھ کر اور دوسروں کی کمی پر ہنستے ہیں - اور خوش ہوتے ہیں - کبھی ہماری دھیلیوں کو دیکھ کر ہنستے ہیں - کہ دیکھو دھیلیں کس غربت کو ظاہر کر رہی ہیں -

مگر یہ نہیں معلوم کہ ایک تنگ دست محتاج اور قانع جو کسی کے دروازے پر نہیں جاتا - بہتر ہے اس غنی سے جو دریوزہ گر ہو - اور ہر ایک دروازے پر جا کر مانگتا ہو - ہم محتاج ہیں - ہمارے خزانے خالی ہیں - ہمارے آدمیوں کو تنخواہیں دیر سے ملتی ہیں - مگر ہم نے تمہارے سامنے دست سوال نہیں پھیلایا - ہم نے تمہاری طرح غیر قوموں کے دسترخوانوں پر ریزہ چینی نہیں کی - ہمارے ملازم تمہارے پاس جا کر کبھی شاکی نہیں ہوئے - کہ ہم کو تنخواہ نہیں ملتی - وہ کام کرتے ہیں - اور بغیر تنخواہ کے کرتے ہیں - ان کو کھانے کو نہیں ملتا - یہ معجزہ ہے - کہ وہ بھوکے رہکر زندہ ہیں - اور تمہارے مقابلے میں اور تمام دنیا کے مذاہب کے مقابل میں اپنا کام کر رہے ہیں - تم عمدہ کھانے کھا کر کرتے ہو - ہم پیٹ پر پتھر باندھ کر کرتے ہیں - تم دوسروں کے دروازے سے لا کر کھاتے ہو - ہم اپنے گھر سے اپنے بھائیوں اپنی کمائیوں سے اپنا کام کرتے ہیں - اور کھاتے ہیں -

تم ساری دنیا سے لیکر لنڈن گئے - ہم اپنی جیب سے خرچ کر کے وہاں پہنچے - تم نے مسیح موعودؑ کے نام کو لنڈن میں لوگوں کے پیسے کی طفیل بیچا اور کہا کہ ووکنگ میں مسیح موعودؑ کا نام نہ لو - ہم نے بھوکے رہکر گذارہ کیا - مگر لنڈن میں مسیح موعودؑ کا نام لیا - اور لوگوں سے کہلوایا - خود مانا اور لوگوں سے منوایا -

تم نے غیروں کی مسجد میں امامت کر کے ہم پر ناز کیا - آوازے کسے - ہم نے باوجود غربت کے لنڈن کی مسجد کیلئے ایک لاکھ روپیہ اپنی جیب سے فراہم کیا - اور تمہاری طرح سے دوسروں کی جیبیں نہیں دیکھیں -

تم دیکھتے رہے - ہم لنڈن سے امریکہ پہنچ گئے - صادق نے صداقت کے جھنڈے گاڑ دیئے - امن اور اسلام کا پھریرہ اڑا دیا - جنباد کسقدر رنگوں -

ہم باوجود کمزور ہونیکے تم سے آگے ہیں - باوجود بھوکے رہنے کے تم سے تیز ہیں - ہمارے آدمی باوجود اسکے کہ ان کو تین تین ماہ تک تنخواہ نہیں ملتی کام پر لگے ہوئے ہیں - اور تمہارے پاس شاکی نہ ہوئے پھر تمکو ہماری چندوں کی تعدادیں گننے کی کیا ضرورت ہے - ہماری نظریں پیسوں پر نہیں - ہماری نظر اسپر ہے جو کہتا ہے - انّ اللّٰہ معک و مع اھلک - تمہاری سکوں پر ہے تم انکو جمع کرو - وہ تمکو مبارک ہوں - ہمارے جلسہ کی غرض سکے جمع کرنیکی نہیں - اس لئے وہ اس سے پوری نہیں ہوتی - تمہارے جلسہ کی غرض سکے جمع کرنیکی ہے - وہ تمہارے جلسہ سے اگر پوری ہو رہی ہے - تو تمکو مبارک -

ایڈیٹر صاحب پرکاش

گذشتہ الحکم میں ہمنے شیخ محمد عمر صاحب کے متعلق کچھ لکھا تھا - کہ انہوں نے ایک شدھی سبھا قائم کی ہے - اور ان کو تبلیغ کا جوش ہے - اسکے دوران میں ہمنے یہ بھی لکھا تھا - کہ انہوں نے گروکل میں بھی تعلیم حاصل کی ہے - اسپر ہمعصر ہم سے دریافت کرتا ہے - ان کا پہلا نام - حسب نسب - اور یہ کہ انہوں نے کس گروکل میں تعلیم حاصل کی ہے - اسکے بتا دینے کے بعد ہمعصر اپنے خیالات ظاہر کر دے گا -

مجھے تعجب ہے - کہ شیخ محمد عمر صاحب آریوں میں سے آئے ہیں - اور آخر ان کے کسی گروکل میں تعلیم حاصل کرتے رہے ہیں - اسپر ہم سے دریافت کیا جاتا ہے - کہ یہ کون صاحب ہیں آتے آریہ سماج سے ہیں - حسب نسب ہم بتا دیں کیا ہمعصر کو اپنے گھر کی خبر نہیں - کہ کس جگہ سے اسمیں کمی آئی ہے - اور کون نکل گیا -

ہمعصر کے اس فقرے سے کہ پھر ہم اپنے خیالات ظاہر کر سکتے ہیں - صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ شیخ محمد عمر صاحب کی ذات پر کوئی اعتراض کرنا چاہتے ہیں - سو اسکے لئے یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ جب کوئی شخص کسی قوم میں سے نکلتا ہے - اس قوم کے لوگ اسکو بدنام کرنے کے لئے بڑے جوش سے تیار ہوتے ہیں - اور یہ کوئی خوبی کی بات نہیں - کمال تو یہ ہے - کہ اسکو اپنے اندر رکھ کر پھر اس پر اعتراض کریں - اور اسے بدنام کریں -